نصرتِ مہدی کی بالواسطہ اور بلاواسطہ ذمہ داریاں

امام مہدی کی نصرت کا قضیہ ایک متفقہ حقیقت ہے، جس کے لیے دین دار تیار ہوتا ہے، تاہم موجودہ حالات کے تناظر میں نصرتِ مہدی کے بالواسطہ اور بلاواسطہ طرق کی پہچان اور اس کے لیے اپنی، گرد و پیش کے لوگوں کی اور پوری امت کی ذہن سازی وقت کی نزاکت اور حالات کی سختی نے زیادہ مؤکد کر دی ہے، اسی مقصد کو اس مختصر رسالے میں بیان کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مفتی ثناءاللہ، مردان، فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مرکز البحوث الاسلامیہ، مردان

فہرست عناوین

مقدمہ:

مقدور بھر استطاعت کے موافق اعلائے کلمۃ اللہ کی ذمہ داری، شخصی اور ملکی و بین الاقوامی اعتبار سے ہر مسلمان کے بنیادی فرائض میں ہونے چاہیے۔تاہم تکوینی طور پر اللہ تعالیٰ نے ختمِ نبوت کے وسیلے اس امت میں دین کی نگہبانی کے لیے ایسے رجالِ کار پیدا فرماتے ہیں، جن کی جدوجہد سے انہدامِ دین کے بارے میں کفار وفساق کی کوششیں عالمِ اسباب میں ناکام ہو جاتی ہے۔ایسے افراد علاقائی، صوبائی، ملکی اور بین الاقوامی سطح کے شخصیات ہوا کرتے ہیں، جن کی محنتیں بار آور ہو کر ایک عرصہ تک دفاعِ دین کا فریضہ پورا ہو جاتا ہے، لیکن وقتاً فوقتاً یہ ضرورت دوبارہ اٹھتی ہے، تو بقدرِ ضرورت کبھی متعدد اور کبھی ایک شخصیت اور کبھی مختلف محاذوں کے لیے کئی شخصیات تجدیدِ دین کی خدمت کے لیے پیدا فرماتے ہیں۔ اور ان کی مثال بنی اسرائیل کے انبیائے کرامؑ کی طرح ہوتی ہے، جو ایک ہی زمانے میں مختلف علاقوں میں متنوع اغراض کے لیے مبعوث ہوتے تھے۔

اس امت کے آخر میں نبی ﷺ کے خاندان میں سے ایک شخصیت کو پیدا کریں گے، جو تجدیدِ دین میں خاتم المجددین اور خاتم الاولیاء ہوں گے۔تاہم جس طرح انبیائے کرامؑ احیائے دین کے لیے انصار کے محتاج ہوا کرتے تھے، ایسے ہی امام مہدی بھی اقامتِ خلافت کے لیے انصار کے محتاج ہوں گے۔جن کی پیشن گوئیوں احادیث مبارکہ میں جابجا مذکور ہیں۔ موجودہ زمانے میں افغانستان پر روسی یلغار، جزیرۃ العرب میں کفری افواج کی آمد، عراق ایران جنگ، افغانستان پر امریکی یلغار،

عراق پر امریکی یلغار، خلیجِ عرب میں داخلی اور خارجی خانہ جنگیاں اور سیاسی دگرگوں حالات نے یہ واضح کر دکھایا، کہ موجودہ دور ظہورِ مہدی کا ہو سکتا ہے۔

موجودہ دور میں اگرچہ دین کی مختلف شکلوں میں محنتیں ہوتی ہیں، لیکن کیا صرف یہی محنتیں نصرتِ مہدی کے لیے بالواسطہ یا بلاواسطہ کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔

اس مختصر رسالے میں اس بات کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ نصرتِ مہدی کی بالواسطہ اور بلا واسطہ محنتوں میں یہی دو بنیادی امور ہیں، جن کی وجہ سے ہم امام مہدی کی حسنِ نصرت اور تائید قویم کر سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں حالات پر گہری نظر، احادیث کے تناظر میں ان کا مطالعہ، بدنی اور مالی تیاری، اعتقادی طور پر نصرتِ مہدی کے لیے اقامتِ خلافت کے خشتِ اول کے طور پر فقہ المہدویات میں ماہرین علمائے کرام سے جڑیں رہیں، وقتاً فوقتاً حالات کی روشنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں۔ ہجرت، جہاد اور نصرت دین کے لیے تمام خدمات کی خاطر اپنے دل کو مال ومتاع، حبِ جاہ اور حبِ زن کے انچلوں سے نکال مظلوم امت کی تڑپ اور اہلِ بیت کی قیادت میں منہج اہلِ السنۃ کے مطابق نصرتِ مہدی کا عہد کریں۔

طالب دعا: ثناءاللہ، مردان، فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مرکز البحوث الاسلامیہ، مردان۔۲۰۲۰/۹/۹

بحثِ اول: ظہورِ مہدی سے پہلے "بالواسطہ نصرتِ مہدی" کا طریقہ اور ہماری ذمہ داریاں

يخرج رجل من وراء النهر يقال له: الحارث بن حراث، على مقدمته رجل يقال له: منصور، يوطئ - أو يمكن - لآل محمد، كما مكنت قريش لرسول الله صلى الله عليه وسلم، وجب على كل مؤمن نصره " أو قال: «إجابته»

ترجمہ: ماوراءالنہر کی جانب سے "الحارث بن حراث" نامی ایک شخص ایک لشکر کے ساتھ نکلے گا جس سے آگے آگے "منصور" نامی شخص ہوگا، جو (بعد میں) نبی کریم ﷺ کی آلِ بیت کی حکومت کے لیے اسی طرح ابتدائی اور ضروری اقدامات کرے گا، جیسے کہ قریشِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے مدد و نصرت کرکے کی تھی، اس دوران ہر مؤمن پر ایسے شخص کی مدد و نصرت اور اس کے دعوت کو قبول کرنا لازم ہے۔[سنن ابی داؤد، کتاب المہدی، ج۴ص۱۰۸، رقم: ۴۲۹۰]

تشریح: اس حدیث میں خراسان اور اہلِ خراسان کے لیے یہ خوشخبری دی ہے کہ یہ خوش نصیب لوگ نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت کی نصرت، ان کی حکومت کے قیام کے لیے جانی اور مالی مدد کے ساتھ ساتھ اہلِ بیت کی مدد کے لیے جانے والی فوجوں کی تربیت بھی کریں گے۔ اس روایت میں جانی اور مالی نصرت میں انصارِ مدینہ کے ساتھ تشبیہ کے علاوہ خراسانی لشکر کو قریشِ مکہ میں ایمان والے حضرات کے ساتھ یکساں برابر کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح قریشِ مکہ میں بنو ہاشم نے شعبِ ابی طالب اور دیگر مواقع میں نبی کریم ﷺ کو مدد فراہم کی، تو ایسے ہی آخری زمانے میں خراسانی لشکر کے مددگار حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور اس سے پہلے "**الحارث**" (حارث: شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جیسا کہ شیر کے عربی میں بہت سے نام ہیں، مثلاً: اسد، اسامہ، حیدر، اصحب

وغیرہ) نامی شخص کے لیے ہوں گے، اس سے بظاہر یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح اجر وثواب قریش مکہ اور انصارِ مدینہ کے لیے تھا، ایسے ہی اجر وثواب اور فضائل نبی کریم ﷺ کے نواسے حضرت امام مہدی کے خراسانی انصار کی بھی ہوں گی۔ اسی وجہ سے ہر مؤمن کے لیے اس روایت کی روشنی میں اس جماعت کی نصرت ومدد لازم قرار دے دی گئی ہے۔

گذشتہ حدیثِ مبارک میں سرِ زمین افغان کی تصریح کرتے ہوئے چند باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا:

حدیث کی تشریح میں اہم مباحث کی توضیح:

۱۔ماوراء النہر کا تعارف ۲۔الحارث بن الحراث کا تعارف اور منصور کی ذمہ داری، ۳۔الحارث اور منصور دونوں لشکروں کا منہج اور امام مہدی کی فوج میں حارث اور منصور کا کردار، ۴۔الحارث اور منصوری لشکر کی فضیلت کا مہاجرینِ قریش سے مماثلت،

۵۔ان دونوں لشکروں کے بارے میں مسلمانوں کی ذمہ داری۔

۱۔ماوراء النہر کا تعارف: ماوراء النہر کا تعارف باب اول، فصل اول میں گزر چکا ہے۔

۲۔الحارث اور منصور کی تحقیق:

عربی زبان میں شیر کی بہادری اور دلیری کی وجہ سے اسے نہایت اہم حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ شیر کو عربی زبان میں ڈھائی سے زیادہ نام، کنیت، القاب اور عمر کے مختلف ادوار اور زندگی کے بہت سے مراحل میں متعدد ناموں سے جانا جاتا ہے۔ ان ناموں میں اسامہ، اسد اور حارث بھی مشہور نام شمار ہوتے ہیں۔ [نہایۃ الارب فی فنون الأرب لشہاب النویری، اسماء الاسد، ج۹ص۲۲۶۔ حیاۃ الحیوان الکبریٰ للدمیری، ج۱ص۱۰]

"**الحارث بن حراث**" کے بارے میں علامہ عظیم آبادیؒ نے لکھا ہے کہ "**الحارث**" نام اور "**حراث**" اس شخص کا صفت ہے اور اس کا معنٰی "زمیندار" ہے۔

اس روایت میں خراسان کے منصور لقب والے یا "**الحارث حراث**" کے ساتھ مدد ونصرت کی صفت والے یا منصور نامی شخص کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس شخص کے لشکر میں آگے آگے ہوگا۔[دیکھئے: عون المعبود شرح ابی داود للعظیم آبادی، وتہذیب سنن ابی داؤد لابن القیم، کتاب المہدی، ج۱۱ص ۲۵۸۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح للملا علی القاری، رقم: ۵۴۵۸، باب اشراط الساعۃ، ج۸ص ۳۴۴۵۔ شرح ابی داؤد للعباد، باب اشراط الساعۃ، ج۲۵ص ۴۸۱]

موجودہ دور میں اس نام کی زمینی تطبیق کے بارے میں اگر غور کیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ ماوراء النہر سے مراد خراسان یعنی موجودہ افغانستان اور وسطِ ایشیائی ممالک ہیں۔ اس تناظر میں اگر ہم ان علاقوں میں جہاد کا پرچم بلند رکھنے والے حضرات کے ناموں کو دیکھ لیں، تو ان میں شیخ اسامہ بن لادن کا نام روزِ روشن کی طرح تاباں نظر آتا ہے۔

شیخ اسامہ بن لادن کا خاندان یمن کے علاقے حضرموت سے ہجرت کر کے سعودی عرب آکر آباد ہوا اور یہیں سکونت اختیار کی۔ حضرموت میں زیادہ زمینی جائیداد ہونے کی وجہ سے اسی خاندان کو "ابن الحراث" اور "ابوالحراث" کہا جاتا ہے۔

جب کہ اسامہ اور الحارث دونوں شیر کے ناموں سے ہے، اس غیر حتمی، محتمل اور غیر قطعی تطبیق کی روشنی میں اگر عصر حاضر میں روسی یلغار کے خلاف ماوراء النہر کے جہاد میں شیخ اسامہ مراد لیا جائے، تو ناانصافی نہ ہوگی، کیونکہ ان کی کوششوں سے جہاد کو ایک نئی روح ملی اور امت کو دو عالمی کفری طاقتوں کے خلاف کھڑے ہونے اور اپنی مقدور بھر کوشش کے مطابق مقابلہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

جب کہ شیخ اسامہ بن لادن کی حمایت کرنے والے یہاں کے افغانی عوام اور مجاہدین نے جس عزت اور اخلاص کے ساتھ ان کا اکرام کیا اور مہمانوں کی خاطر وقت کے کفری طاقتوں کا اپنی بے سروسامانی سے مقابلہ کرکے متکبر و مغرور دشمن کو ناکوں چنے چبوانے پر مجبور کردیا، اس کی مثال انصارِ مدینہ اور مہاجرینِ قریش کی طرح خال خال تاریخِ اسلامی میں نظر آتی ہے۔

یقیناً افغانستان کے غیور مسلمان منصور کے لقب پانے کے مکمل مستحق ہیں، تاہم جن بزرگ ہستیوں نے ان افغان قبائل کی سرپرستی کی، ان میں مولوی عبدالسلام منصور اور سابق امیر المؤمنین اختر منصور رحمہ اللہ سر فہرست ہیں، جب کہ دیگر اکثر افغان مجاہدین بھی مددگار اور نصرت کرنے میں پیش پیش تھے۔

قحطانی اور اسامہؒ:

روى أبو هريرة عن النبيﷺ أنّه قال: "لا تقوم الساعة حتى يخرج رجل من قحطان يسوق الناس بعصاه" أخرجه الشيخان **ترجمہ:** حضرت ابوہریرہؓ، نبی کریمﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب کہ قحطان سے ایک آدمی نہ نکلے، جو لوگوں کو لاٹھی سے ہنکائے گا۔

تشریح: ا۔ صحیحین کی اس روایت میں قیامت کے قریب قحطان سے ایک آدمی کے نکلنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو لوگوں کو زبردستی ہنکا کر حق اور باطل میں تقسیم کردے گا۔ ''قحطان'' سے مراد بنو حمیر، ہمدان اور دیگر یمانی قبائل ہے، ''يسوق الناس بعصاه'' یعنی لاٹھی سے ہنکانے سے مراد یہ ہے کہ لوگ اس کی اطاعت اور پیروی کریں گے، لیکن لوگوں کا ان کی اطاعت اور پیروی کرنا اپنی رضامندی سے نہیں ہوگا، بلکہ جس طرح ریوڑ اپنے ہنکانے والے کی بات کو زور و جبر ماننے پر مجبور ہوتے ہیں، ایسے ہی آخری زمانے میں

''قحطان'' سے ایک آدمی نکل کر لوگوں کو اپنی اطاعت اور انقیاد پر مجبور کرے گا، یعنی لوگ اس کی اتباع کر کے بات مانیں گے، لیکن لوگوں کا ان کی اطاعت کرنا اپنی مرضی سے نہیں ہوگا، بلکہ نہ چاہتے ہوئے جس طرح ریوڑ ہنکانے والی کی مرضی کے مطابق چلتی ہے اور خلافِ طبیعت سائق کی بات ماننے پر مجبور ہوتی ہے، ایسے ہی آخری زمانے میں نکلنے والا آدمی بھی لوگوں کو ان کی مرضی کے خلاف ہنکائے گا اور اس بات پر مجبور کرے گا کہ وہ اپنی مرضی کے مخالف ہنکانے والے سائق یعنی قحطانی کی اتباع کرے گی۔

اور جس طرح سائق کا ریوڑ کو ہنکانا ان کے فائدے کے لیے کسی بڑی مصیبت، آفت، بلاء اور نقصانات سے بچانے کے لیے ہوتا ہے، ایسے ہی آخری زمانے میں قحطانی کا لوگوں کو لاٹھی سے ہنکانا بھی ان کے فائدے کے لیے ہوگا، لیکن جس طرح ریوڑ اپنی مرضی سے چلنے کو ترجیح دیتی ہے، اگرچہ بھیڑیا کا خطرہ ہوتا ہے، ایسے ہی اُمت کو بھی آخری زمانے میں قحطانی ان کی مرضی کے مخالف ان کی نجات کے لیے آنے والے ان خطرات، مصائب، مشکلات اور بڑے نقصان دہ بھیڑیوں سے بچانے کے لیے ہنکائے گا، جو بظاہر اُمت کی مرضی کے مخالف اور بھیڑیوں کے سپہ سالار کے مفاد کے خلاف ہوگا۔ [فتح الباری، باب ذکر قحطان، ج ۶ ص ۵۴۶]

۲۔ اس حدیث میں لاٹھی کو ذکر کرنا ضرب المثل کے طور پر ہے، حقیقتاً لاٹھی مراد نہیں، جیسے کہ حدیث میں فرمایا: (لا ترفع عصاك عن أهلك ترجمہ: لاٹھی کو اپنے اہل وعیال سے مت اُٹھاؤ) اپنے اہل وعیال کی تادیب اور انقیاد کے لیے ان پر مختلف طریقوں کے ذریعے اپنی اطاعت کو لازم بنانے کا حدیث میں حکم ہوا ہے۔ اس حدیث میں جس طرح لاٹھی سے مارنے کا آلہ مراد نہیں، بلکہ اس سے اپنی پیروی کا عادی بنانا ہے۔ ایسے ہی اس قحطانی والی حدیث میں بھی عصا سے مراد لاٹھی نہیں۔ [کشف المشکل من حدیث الصحیحین لابن

الجوزیؒ، رقم: ۱۸۶۵، ج۳ص۴۱۰] **۳**۔علامہ ابن حجرؒ نے ''یسوق الناس بعصاہ '' سے مراد لوگوں پر غلبہ حاصل کرنااور لوگوں کو اپنی انقیاد اور پیروی کرنے سے کنایہ ہے، اس صورت میں بھی ''عصا'' سے خاص لاٹھی مراد نہیں، بلکہ لوگوں کو سختی، زبردستی اور بزور جبر اپنی تابعداری پر مجبور کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ بعض حضرات نے ''یسوق الناس بعصاہ '' سے حقیقتاً ہنکانا مراد لیا ہے، جیسا کہ اونٹ اور دیگر چوپاؤں کو سختی اور زبردستی کرکے ہنکایا جاتا ہے۔ [فتح الباری، باب تغیر الزمان حتی تعبد الأوثان، ج۱۳ص۷۸]

۴۔علامہ ابن حجرؒ، علامہ عینیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور دیگر محدثینؒ نے قحطانی سے مراد جہجاہ کے علاوہ دوسرا شخص مراد لیا ہے، جو اصل یمانی عرب ہوگا، لیکن قریشی نہ ہوگا، ہاں البتہ وہ ایک اچھا، نیک اور ممدوح آدمی ہوگا، تاہم اس زمانے میں عالم اسلام اور مسلمانوں کے اُحوال تبدیل ہوکر حالات متغیر ہوجائیں گے۔ **۵**۔علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فیض الباری میں لکھا ہے کہ حدیث میں ''یسوق '' میں ''سوق '' کا معنٰی اگرچہ ہنکانا ہے، مگر اس میں انتظام و انصرام، امور کی ترتیب، لشکر کی تنظیم اور کاموں کی بروقت ادائیگی مراد ہوسکتی ہے۔ **۶**۔یمانی بادشاہ حرمین شریفین کی حفاظت کریں گے اور جہجاہ و ظالم بادشاہوں سے کعبہ کی دفاع کریں گے، کیونکہ احادیث کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں حجاز میں کفر عام ہوچکا ہوگا اور یمانی عرب اسلام کی دفاع کریں گے [فیض الباری، ج۵ص۳۷] **۷**۔احادیث کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخِ اسلامی میں قحطانی ایک نہیں، بلکہ متعدد افراد ہوں گے، بعض قحطانی ظہورِ مہدی سے پہلے اور بعض قحطانی ظہور مہدی کے بعد ظاہر ہوں گے۔

بخاری ومسلم کی حدیث میں قحطانی کا تذکرہ اور شیخ اسامہؒ:

ا۔ قحطانی سے متعلق گذشتہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ یمانی عرب ہو گا۔
۲۔ انسانوں کو زبردستی تابع بنانے کی کوشش کرے گا۔ ۳۔ قحطانی اصل عرب آزاد شخصیت کا مالک ہو گا اور جہجاہ دو مختلف شخصیات ہوں گے۔ ۴۔ قحطانی ایک ممدوح اور اچھا انسان ہو گا، جب کہ جہجاہ ظالم اور مذموم آدمی ہو گا۔ ۵۔ قحطانی یمن سے تعلق رکھنے والا ایک دیندار شخصیت ہو گا اور جب بلاد الحرمین میں فسق وفجور کفر کی حد تک پہنچ جائے گا، تو حرمین کی حفاظت کے لیے قحطانی آگے ہو گا۔ ۶۔ قحطانی ایک منتظم، مدبر، سخت رویہ والا، سیاسی اور جنگجو شخصیت کا مالک ہو گا۔

ان امور سے معلوم ہوا کہ جب بلاد الحرمین میں فسق وفجور عام ہو جائے گا اور حجاز فساق وفجار کا آماجگاہ بن جائے گا، تو اللہ تعالیٰ قحطانی نسل یعنی یمن سے ایک نیک صالح، منتظم، مدبر، جنگجو اور سختی سے اُمت کے فساد کے وقت قیادت کرے گا۔ دورانِ قیادت سخت فیصلے کر کے امت کو زبردستی ایک الگ منہج کی طرف ہنکا کے لے جائے گا۔

تطبیق: ۹۰ کی دہائی میں بلاد الحرمین میں جب فسق وفجور کی انتہاء اس پر ہوئی کہ کویت پر حملے کی وجہ سے امریکی افواج جزیرۃ العرب آئے، تو یمن کے شہر حضرموت سے تعلق رکھنے والے قحطانی شخصیت شیخ اسامہؒ نے اس اقدام پر سخت نکیر کی اور ہجرت کر کے افغانستان، سوڈان اور بالآخر امارت اسلامی کے زیر سایہ عالمی جہاد کو ترویج دی۔ امریکی جڑواں عمارتوں پر حملہ کر کے شیخ اسامہؒ نے امریکی صدر بش کے تقریر پر تردیدی بیان دیتے ہوئے کہا کہ بش نے پوری دنیا کے مسلم وغیر مسلم ممالک کو یہ پیغام دیا کہ یا تو ہمارے ساتھ ہو جاؤ اور یا دہشت گردوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ تو اس کے جواب میں ہماری پالیسی بیان یہ ہے کہ اب دو ہی گروہ ہیں یا تو خالص ایمان واسلام کا گروہ اور یا صرف کفر

ونفاق کا گروہ۔ یہی جملہ سنن ابی داؤد میں حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت میں بھی ہے کہ فتنۃ الدھیماء یعنی سخت تاریک فتنہ قرب قیامت میں ہر گھر میں پہنچ جائے گا کوئی بھی مسلمان اور غیر مسلم، عرب و عجم اس فتنے سے نہیں بچے گا، یہ فتنہ ہر گھر میں داخل ہو جائے گا، بلکہ عربوں میں سے ہر ایک کو اس فتنے کا تھپڑ ضرور ملے گا۔ اس حدیث کے تناظر میں اگر بغور مشاہدہ کیا جائے تو شیخ اسامہؒ نے ہی امت کو اسلام اور کفر کے دو عظیم بلاک میں منقسم کر دیا اور امت کو ہنکا کر زبردستی اس صورت حال سے دوچار کر کے امام مہدی کی عالمی عظیم خلافت کے لیے بطورِ تمہید خشتِ اول رکھنے کا مصداق ٹھہرا۔

جب کہ علامہ بنوریؒ کے شاگرد مولانا بشیر احمد حصاریؒ نے لکھا ہے کہ حضرت اَرطاۃ بن المنذر کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ خاندان بنوہاشم کا وہ یمنی حکمران جو قحطانی کے بعد منصبِ خلافت پر فائز ہو گا، جو قسطنطنیہ فتح کرے گا وہی ہندوستان کا فاتح ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام مہدی اور قحطانی دونوں میں یہ مماثلت ہو گی، کہ دونوں یمانی ہوں گے اور قحطانی کے بعد امام مہدی اہلِ یمن کی وساطت سے مسلمانوں کا خلیفہ ہو گا۔ اور نعیم بن حمادؒ کی دوسری روایت ذکر کی ہے کہ جس میں فرمایا کہ رومی عیسائیوں کے خلاف ایک منصور شخص راہ یاب ہو گا، جس کے دو ہزار ۲۰۰۰ ساتھی ہوں گے اور بڑی عالمی اور طویل جنگ میں وہ شہید ہو گا اور اس کے بہت سے ساتھی بھی شہید ہوں گے، یہ غم امت مسلمہ کے لیے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کے بعد بہت بڑی مصیبت ہو گی۔ [ظہورِ مہدی اور فتنۂ دجال، ص ۹۲،۹۱] موجودہ زمانے میں قحطانی یعنی شیخ اسامہؒ کی شہادت کے بعد امت کا غم اور مسلمانوں کی قیادت موجود نہ ہونے کا مسئلہ اب ایک لاعلاج بیماری ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب امام مہدی یمانی کا ظہور ہو گا۔ ان شاءاللہ۔

۳۔الحارث بن الحراث اور منصور کی امام مہدی کی فوج میں ذمہ داری:

اس حدیث مبارک میں الحارث کی ذمہ داری، منصور کی ذمہ داری اور امام مہدی علیہ الرضوان کے لشکر میں ان دونوں کے کردار کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، چنانچہ فرمایا: یخرج رجل من وراء النهر يقال له: الحارث بن حراث، على مقدمته رجل يقال له: منصور، يوطئ -أو يمكن- لآل محمد، كما مكنت قريش لرسول اللهﷺ، وجب على كل مؤمن نصره " أو قال: «إجابته»

ترجمہ: ماوراءالنہر کی جانب سے "الحارث بن حراث" نامی ایک شخص ایک لشکر کے ساتھ نکلے گا جس سے آگے آگے "منصور" نامی شخص ہوگا، جو (بعد میں) نبی کریم ﷺ کی آلِ بیت کی حکومت کے لیے اسی طرح ابتدائی اور ضروری اقدامات کرے گا، جیسے کہ قریشِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے مدد و نصرت کے طور پر کی تھی، اس دوران ہر مؤمن پر ایسے شخص کی مدد و نصرت اور اس کے دعوت کو قبول کرنا لازم ہے۔

اس حدیث سے "**الحارث اور منصور**" دونوں لشکروں کی ذمہ داری کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے، یعنی ماوراء النہر کے لوگ بالخصوص نصرت اور مدد کا کردار اداء کرنے والے افراد "**الحارث**" کے لشکر میں بطور رہبر کام سرانجام دینے والے لوگ ہوں گے، حدیث کے سیاق وسباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ علاقے کے باسی اور رہائشی ہوں گے، جس کی وجہ سے لوگوں کے مزاج اور حالات کی نزاکت کا ادراک انہیں بخوبی ہوگا، اس وجہ سے یہ "مقدمۃ الجیش" کی حیثیت کا کردار اداء کریں گے، یہی وجہ ہے کہ انہیں منصور کہا جائے گا۔

مقدمۃ الجیش میں نصرت کرنے والے افغانی حضرات کی ذمہ داری یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ "الحارث" (شیر) کے لشکر کا دیکھ بھال اور خدمت و نصرت کرکے "**منصور**"

کا لقب پانے والے یہ خوش نصیب لوگ کسی ایک وقت میں "الحارث" کی دفاع اور مدد نہیں کریں گے، بلکہ ان کی نصرت کا یہ عمل ظہورِ امام مہدی تک باقی رہے گا۔یعنی " الحارث" کی خاطر آنے والے مصائب اور اس پر حملہ کرنے والے دشمنوں سے پہلے خود نمٹیں گے اور اس کی حفاظت اپنی لازمی ذمہ داری تصور کر کے جان پر کھیل کر لڑائی کریں گے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ آخری زمانے میں ہونے والی جنگوں کے بارے میں امام مسلمؒ نے جس طرح کا نقشہ رسول اللہ ﷺ کی زبانی نقل فرمایا ہے، اس کی روشنی میں کفار کے لشکر سے مسلمانوں کے لشکر میں بعض لوگ آئیں گے، تو روم مسلمانوں کو یہ پیش کش کرے گا کہ ہم تم سے جنگ نہیں کرتے کیونکہ تعداد اور لاؤ لشکر کے اعتبار سے تم ہم سے بہت کمزور ہو، لہذا تم اس طرح کرو کہ ہمیں اپنے قیدی دے دو، تو ہم تمہیں معاف کر دیں گے، مگر مسلمان کفار کی یہ پیش کش رد کریں گے، جس کی وجہ سے عالمی لڑائی شروع ہو جائے گی۔

اس حدیث کے تناظر میں اگر امریکی اور یورپی افواج کا افغانستان پر چڑھائی کا پسِ منظر دیکھ لیا جائے، تو وہ بھی یہی ہے کہ امریکہ نے افغانستان سے اسامہ بن لادن کا مطالبہ کیا، جس کے قبول کرنے سے افغانستان نے انکار کر دیا، اگرچہ دنیا بھر کے لوگوں اور امریکہ نے عرب مجاہدین کے حوالگی کے بدلے حملہ نہ کرنے کا وعدہ کیا، مگر افغانستان نے عرب مہمانوں کی واپسی سے انکار کر کے دنیا کے ساتھ ٹکر لینے کو قبول کیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الحارث اور اس کی لشکر کی حفاظت کے بارے میں حدیث کی پیشن گوئی افغانستان پر مکمل طور پر صادق آرہی ہے، اسی وجہ سے ان دونوں لشکروں کے بارے میں فرمایا کہ "الحارث" کا لشکر اور اس کی مدد کرنے والی منصوری افغانی لشکر آلِ

بیت میں سے حکومت کرنے والی شخصیت یعنی امام مہدی علیہ الرضوان کے لیے اسباب کی فراہمی، اسلحہ کی ترتیب، امورِ سلطنت میں جنگی تربیت اور فوجوں کی ترسیل وغیرہ دیگر امور کا انتظام اپنی ذمہ داری سے پوری کرے گی۔

۴۔الحارث اور منصوری لشکر کی فضیلت کا مہاجرینِ قریش سے مماثلت:

نبی کریم ﷺ کے خاندان، اہل وعیال اور قریشِ مکہ میں سے بعض افراد نے ابتدائے اسلام میں آپ ﷺ کی حفاظت میں کئی قربانیاں دی ہیں، جن میں شعب ابی طالب کا واقعہ سر فہرست ہے، جب تمام مشرکین نے نبی کریم ﷺ اور بنو ہاشم کے خلاف سوشل بائیکاٹ کا اعلان کردیا۔ پھر دو مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کیا اور ہجرتِ مدینہ کے وقت مکہ مکرمہ میں مال واولاد اور اہل وعیال کو چھوڑ کر غربت کو ترجیح دی، اس وجہ سے قرآن مجید میں ہجرت میں پہل کرنے والوں کا مرتبہ بعد میں اسلام لانے والے مہاجرین سے بلند ہونے کا کئی بار تذکرہ کیا۔ جب کہ تقویٰ وطہارت، عدل وانصاف اور حرم کی خدمت کی وجہ سے قبل از اسلام قریش کی سرداری پر اکثر عرب متفق تھے، اس وجہ سے اسلام میں بھی ان کی اس فوقیت کو تسلیم کیا گیا کہ اگر قریش انصاف کرنے والے اور ایمان پر قائم ہو، تو خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔

جس طرح قریشِ مکہ نے آغازِ اسلام میں دین کی بنیاد میں اولیت حاصل کرنے کی وجہ سے تمام مسلمانوں سے اُونچا رتبہ حاصل کیا تھا، ایسے ہی آخری زمانے میں امام مہدی علیہ الرضوان کی نصرت کے لیے خراسانی لشکر کی مدد کرنے والے، ان کا ساتھ دینے والے اور اس میں جان ومال کی قربانی دینے والوں کا مرتبہ اس حدیث مبارک میں مہاجرینِ قریش کی طرح شمار کیا ہے۔ لہذا امام مہدی کی فوج میں جنگی مہارت، قسطنطنیہ کی فتح، رومیوں کی شکست اور دیلم وخوز یعنی روس وایران کی فتح اور دجال سے مقابلے میں طالقانی

افواج کا تذکرہ کئی احادیث میں موجود ہیں، جس میں ان کے قد و قامت، اندازِ گفتار اور دیگر امور کی کردار کا نقشہ بیان ہوا ہے، جو موجودہ علمائے افغانستان میں بطریقہ اَتم موجود ہیں، مزید برآں احادیثِ مبارکہ میں طالقانی فوج کو مہدی کا لشکر اور ان کے کپڑوں ٹوپیوں وغیرہ کا بھی ذکر جابجا ملتا ہے۔

۵۔الحارث اور منصوری لشکر کے بارے میں مسلمانوں کی ذمہ داری:

حق کی نصرت اور اس کی دفاع کسی ایک گروہ یا ایک فرد کا کام نہیں، بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں پر اپنی مقدور بھر طاقت کے مطابق احقاقِ حق اور ابطالِ حق کی ذمہ داری کا احساس کرنا لازم ہے۔ بالخصوص آخری زمانے کے حالات اور اِس زمانے میں ہونے والے واقعات کی وجہ سے مسلمانوں کی کمزوری اور ضعف کی وجہ سے یہ فریضہ مزید لازم ہو جاتا ہے، کیونکہ آخری زمانے میں حق پر قائم رہنے والوں کو کالقابض علی الجمر یعنی انگاروں کو پکڑنے والا کہا ہے۔

ظہورِ امام مہدی سے پہلے ماوراء النہر میں آنے والے اِس مبارک لشکر کی زبانی تائید، قلبی محبت اور جانی و مالی نصرت کے بارے میں دیگر احادیثِ مبارکہ کے علاوہ اِس حدیث میں فرمایا کہ اِس زمانے میں ہر مسلمان پر "الحارث" اور "منصوری لشکر" کی مدد ضروری ہے، جب کہ سیاہ جھنڈوں سے متعلق احادیث مبارکہ میں اِس جماعت کی نصرت کے بارے میں مزید تاکید آئی ہے۔ **********

بحثِ دوم: ظہورِ مہدی سے پہلے بالواسطہ نصرتِ مہدی والے لشکر کی پہچان اور ہماری ذمہ داریاں

حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ امام مہدی کے مدد کے لیے خراسانی لشکر "الحارث" (شیر) کی بھی حفاظت کرے گا اور جب امام مہدی علیہ الرضوان آجائے، تو اس کے آنے سے

پہلے اس کی نصرت کریں گے، مگر اس کے آنے کے بعد اس کی فوج بن کر باقاعدہ اس کے ہاتھ و بازو بنیں گے۔

اس حدیث میں مذکورہ اجمالی امور کی مزید تشریح ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، جس میں حضرت ابن مسعودؓ نے پیغمبر علیہ السلام کے تاثراتِ وحی کو نقل کرکے آخری زمانے میں خراسانی لشکر کا پہلے کفری طاقتوں سے اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر لڑائی کرکے نفاذ شریعت کا مطالبہ شامل ہے، مگر کفری طاقتوں کا اسلامی نظام کو منہدم کرکے اہلِ مشرق سے جنگ کرنے کا تذکرہ ملتا ہے، جب کہ بعد میں خراسانی لشکر کا فتح یاب ہو کر خود حکومت قائم کرنے کے بجائے نواسۂ رسول یعنی امام مہدی کے حق میں دستبردار ہو کر ان کے لشکر میں شامل ہونے کا تذکرہ ملتا ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

عن علقمة، عن عبد الله، قال: بينما نحن عند رسول اللهﷺ، إذ أقبل فتية من بني هاشم، فلما رآهم النبيﷺ، اغرورقت عيناه وتغير لونه، قال، فقلت: ما نزال نرى في وجهك شيئا نكرهه، فقال: «إنا أهل بيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا، وإن أهل بيتي سيلقون بعدي بلاء وتشريدا وتطريدا، حتى يأتي قوم من قبل المشرق معهم رايات سود، فيسألون الخير، فلا يعطونه، فيقاتلون فينصرون، فيعطون ما سألوا، فلا يقبلونه، حتى يدفعوها إلى رجل من أهل بيتي فيملؤها قسطا، كما ملئوها جورا، فمن أدرك ذلك منكم، فليأتهم ولو حبوا على الثلج» [سنن ابن ماجہ، باب خروج المھدی، رقم: ۴۰۸۲، ج۲ ص۱۳۶۶]

ترجمہ: حضرت علقمہ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھنے کے دوران بنو ہاشم کے چند جوان سامنے سے گزرے، تو اُن کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبہ گئے اور رنگ مبارک متغیر ہوا۔ آپ ﷺ

کے چہرے کے بدلتے تیور کو بھانپ کر ہم نے اِس کی وجہ پوچھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اہلِ بیت کے لیے دنیا کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے آخرت کی زندگی کو پسند فرمایا ہے آئندہ دور میں میرے اہلِ بیت کو میرے بعد مختلف مصائب مثلاً ظلم وستم کا نشانہ بننا اور جلاء وطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوں گے، یہاں تک مشرق سے سیاہ جھنڈے لیے ہوئے ایک قوم آئے گی، جو خیر (یعنی اسلامی نظام) کا مطالبہ کریں گے، مگر انہیں یہ نظام نہیں دیا جائے گا، تو اِس کے حصول کے لیے یہ لوگ لڑتے لڑتے کامیاب ہوں گے اور اپنا مطالبہ ہدف (یعنی اسلامی نظام کا قیام اور شرعی حکومت) حاصل کرنے میں کامیاب ہوں گے، مگر یہ لوگ اسے قبول کرنے سے انکار کریں گے اور میرے ہی اہل بیت میں ایک شخص کو یہ حق حوالہ کریں گے، جو روئے زمین کے ظلم وناانصافی کو اپنے عدل وانصاف سے بھر دیں گے، تم میں سے جو شخص اِن کو پالیں گے، تو اِن کے پاس آجائے، اگرچہ برف پر رینگتے ہوئے چل کر کیوں نہ آنا پڑے۔

<u>**تشریح**</u>: اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے آخری زمانے سے متعلق چند باتیں بیان فرمائی ہیں:

۱۔ زمانۂ نبوت اور خلفائے راشدین کے ادوار کے بعد اہلِ بیت کو مختلف قسم کے مصائب وتکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ دنیاوی زندگی میں عیش وآرام کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت کے لیے آخری کے عظیم درجات کا وعدۂ عظیم فرمایا ہے۔

۲۔ مشرق سے سیاہ جھنڈے لیے ہوئے ایک گروہ پہلے تو زمین پر اللہ تعالیٰ کے نظام کے لیے محنت وکوشش میں اپنے جانوں پر لڑ کر جہاد وقتال کا عظیم سنت زندہ کریں گے، مگر انہیں مکمل کامیابی نہیں ہوگی۔

پھر از سرِ نو اٹھ کر خلافتِ نبوی کا عظیم نظام قائم کرنے کے جہاد و قتال کر کے اِسی حق کو اپنی محنتوں سے اور بفضلِ ربانی حاصل کر لیں گے۔

۳۔ مگر اِن کا مقصود چونکہ دنیاوی عیش و عشرت، حکومت و سلطنت نہیں ہو گا، بلکہ اِن کا اصل ہدف اعلائے کلمۃ اللہ ہو گا، اِس لیے جب قتال و جہاد کے بعد انہیں زمین پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہو گا، تو روئے زمین پر حکومت کرنے اور اسلام نافذ کرنے کے حق سے نبی کریم ﷺ کے نواسے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے لیے دستبردار ہو جائیں گے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کا عصر حاضر سے تطبیقی مطالعہ:

مدینہ منورہ کے مشرق میں موجودہ دور میں تین اسلامی ممالک سے امام مہدی کے لشکر کی مدد کی امید وابستہ کی جا سکتی ہے، جن میں ایران، پاکستان اور افغانستان ہے، مگر ایران پر مخصوص شیعہ نظریات کا غلبہ ہے اور پاکستان بیرونی سازشوں کا آماجگاہ بن چکا ہے، جس کی وجہ سے ان دونوں ممالک سے کفری طاقتوں اور ان کے مراعات کو چھوڑ کر امام مہدی کے لشکر میں جانے کی امید مشکل معلوم ہوتی ہے۔ افغانستان میں طالبان کی ابھرتی ہوئی سیاسی، سماجی اور عسکری طاقت سے مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی میں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ یہی حضرات خراسانی لشکر کا مصداق ہوں گے، جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے پیشن گوئی فرما کر انہیں اپنے اہلِ بیت کی مدد اور نواسیٔ رسول ﷺ کی نصرت کا امین ٹھہرایا ہے، اس دعویٰ پر چند دلائل پیش خدمت ہیں:

دلیل نمبر: ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اہلِ مشرق میں سیاہ جھنڈوں کے آنے کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بات مکمل طور پر واضح ہے کہ سیاہ جھنڈوں سے مراد اہلِ حق عرب، افغان اور دیگر مجاہدین کی وہ جماعت ہے جنہوں نے

اپنے وقت کے سپر پاور سویت یونین کے فوجوں کو شکست دے کر جہاد کے عظیم باب سے امتِ مسلمہ کو متعارف کرایا تھا۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس سے پہلے مشرق سے اہلِ حق مجاہدین سیاہ جھنڈوں کے ساتھ کبھی بھی نہیں آئے اور نہ ہی بنو عباس کے سلطنت کے بعد سے عرب اور خراسانی لشکر آپس میں مل کر فریضۂ جہاد کی ادائیگی کے لیے متفق ہوئے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ افغانستان میں طالبان کی قیادت ہی امت کا وہ عظیم گروہ ہوگا، جو نواسۂ رسول کا فوج بن کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کرے گا۔

دلیل نمبر: ۲۔ماوراء النہر میں "**الحارث اور منصوری لشکر**" کے اتفاق اور جہادی منہج کے بارے میں تفصیلی گفتگو گزر چکی ہے، جس میں یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور سیاہ جھنڈوں کے لائے ہوئے طرز و انداز کے مطابق ہوگا اور مہاجرینِ قریش اور انصارِ مدینہ کا کردار اداء کرنے والے مجاہدین سب سے پہلے امام مہدی کے منہج کو قبول کریں گے، کیونکہ امام مہدی اور "**الحارث و منصوری لشکر**" میں کافی حد تک مماثلت ہوگی، کیونکہ دونوں کا مقصد روئے زمین پر نواسۂ رسول ﷺ کے لیے قیامِ خلافت کا حق ہے، جب کہ یہ دونوں صفات افغانستان کے امارتِ اسلامی میں بطریقۂ اکمل موجود ہے۔

دلیل نمبر: ۳۔اس حدیث میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے زمین کا ایک ٹکڑا طلب کر کے اس پر حق کا نظام قائم کرنے سے "خیر اور حق" کا مطالبہ کرنا ہے، مگر اس مطالبے کو منظور نہیں کیا جائے گا اور ان پر جنگ مسلط کی جائے گی، جس کے جواب میں اہلِ مشرق باقاعدہ قتال کرنے کو ترجیح دیں گے، ایک عرصہ لڑنے کے بعد کفر اور ان کے آلۂ کار مسلمانوں کے اس مطالبے کو پورا کریں گے اور انہیں زمین پر اللہ تعالیٰ کا نظام نافذ کرنے کا حق دیں

گے، لیکن اس مرحلے تک پہنچنے کے بعد اہلِ مشرق یہ حق وصول کرکے نبی کریم ﷺ کے نواسے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کو دیں گے۔

افغانستان کے موجودہ تناظر میں اگر اس حدیث کا مطالعہ کیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ حدیث بلادِ مشرق میں افغانستان پر صادق آرہا ہے، کیونکہ افغانستان پر امارت اسلامی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد اگرچہ اسلامی نظام کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکا اور جلد ہی دنیا بھر کے کفری طاقتوں نے اس سرزمین میں موجودہ اسلامی طرزِ امارت کو ختم کرکے اپنی من مانی حکومت چلانی شروع کی، مگر افغانستان کے غیور عوام نے طالبان کے ساتھ مل کر امریکی سرپرستی میں قائم ہونے والی اِس حکومت کو تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کیا، بلکہ اِس کے خلاف برسرِپیکار ہوکر جانوں کے نذرانے پیش کیے، جن کا ثمرہ ابھی پکنے کو ہے اور اسلامی امارت دوبارہ قائم ہونے جارہی ہے۔

مگر افغانی قوم کے غیور عوام اور دین اسلام پر مرمٹنے والے طالبان قائدین شاید اِس پیشن گوئی سے ناواقف نہ ہوں گے کہ ہم نے تن، من اور دھن کی جو بازی لگاکر دو(۲) کفری طاقتوں اور ان کے نائبین کے ساتھ جو جہاد کیا، وہ اپنی افغانی حکومت کے قیام کے لیے نہیں تھا، بلکہ درحقیقت امارت اسلامی کا قیام تکوینی طور پر زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ "یعنی امام مہدی علیہ الرضوان" کے لیے بطورِ تمہید تھا۔

شاید اِسی کی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا، چنانچہ فرمایا:

فيسألون الخير، فلا يعطونه، فيقاتلون فينصرون، فيعطون ما سألوا، فلا يقبلونه، حتى يدفعوها إلى رجل من أهل بيتي یہ لوگ خیر (یعنی اسلامی نظام) کا مطالبہ کریں گے، مگر انہیں یہ نظام نہیں دیا جائے گا، تو اِس کے حصول کے لیے یہ لوگ لڑتے لڑتے کامیاب ہوں گے اور اپنا مطالبہ ہدف (یعنی اسلامی نظام کا قیام اور شرعی حکومت) حاصل

کرنے میں کامیاب ہوں گے، مگر یہ لوگ اِسے قبول کرنے سے انکار کریں گے اور میرے ہی اہل بیت میں ایک شخص کو یہ حق حوالہ کریں گے۔

اِس حدیثِ مبارک میں اسلامی نظام کے لیے سرزمینِ مشرق ملنے کے بعد بھی یہ اللہ والے مجاہدین اِس سے بے اعتنائی کا معاملہ برتیں گے اور اِسے قبول نہیں کریں گے، بلکہ اِس بار ان کا مطالبہ یہی ہوگا کہ ہم صرف ارضِ مشرق پر نہیں، بلکہ پوری دنیا پر قیامِ خلافت کے لیے نبی کریم ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء کے نواسے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی سرکردگی میں لڑ کر اپنے فریضۂ جہاد کو پورا کرتے ہوئے اسلامی نظام کو پوری دنیا کے کونے کونے اور چپے چپے پر قائم کرکے ہی سانس لیں گے، چنانچہ یہ فوج امام مہدی کے ساتھ شانہ بشانہ لڑ کر ہندوستان اور گرد و پیش کے تمام کفری ریاستوں پر اسلام کا جھنڈا گاڑ کر ہی اطمینان سے بیٹھے گی۔

بحثِ سوم: ظہورِ مہدی سے پہلے بالواسطہ نصرتِ مہدی والے لشکر کے لیے موانع اور معاون کا پہچان

ظہورِ مہدی سے پہلے احادیثِ مبارکہ میں امام مہدی علیہ الرضوان کی تصدیق کے لیے چند علامات ذکر کی گئی، جن میں جزیرۃ العرب، شام اور عراق میں خونی جنگوں کے علاوہ پوری دنیا میں ظلم و جبر اور مسلمانوں پر تشدد کے حالات کا تذکرہ ملتا ہے۔

ان حالات میں مشرق سے بعض لوگوں کا امام مہدی کی نصرت کے لیے راستہ ہموار کرنا اور بطورِ تمہید امام مہدی کی لشکر کے لیے جانی، مالی، سیاسی، عسکری اور اعتقادی تیاری کرنا ہوگا۔ جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے:

عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «يخرج ناس من المشرق، فيوطئون للمهدي» يعني سلطانه

ترجمہ: عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرق (یعنی خراسان) سے کچھ لوگ نکلیں گے، جو مہدی سے پہلے ان کے لیے بادشاہت کی راہ ہموار کریں گے۔[سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۰۸۸، ج ۲ ص ۱۳۶۸]

تشریح: اس روایت میں مشرق سے امام مہدی کی نصرت کے لیے بطور تیاری ایک لشکر کا تذکرہ ہے، جس کی مزید تشریح دیگر احادیث میں آئی ہے، جب کہ مدینہ منورہ کے مشرق میں خراسان، ہندو پاک اور ایران واقع ہے۔

بیت المقدس کی فتح خراسانی مجاہدین کے ہاتھوں:

عن أبي هريرة، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، أنه قال: "يخرج من خراسان رايات سود، لا يردها شيء حتى تنصب بإيلياء" حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے، جنہیں کوئی نہیں روک سکے گا یہاں تک کہ ایلیاء یعنی بیت المقدس پر نصب نہ ہو جائے۔

تشریح: اس روایت میں بیت المقدس کی فتح ان مجاہدین کے ہاتھوں ذکر کی گئی، جو خراسان سے اٹھ کر بیت المقدس تک پہنچ جائے اور کفر کو نکال باہر کر کے اسے آزاد کریں، اس مقصد کے حصول کے لیے بہت تکلیفات برداشت کرنی پڑیں گی، لیکن ان سب مصائب کے سامنے اللہ تعالیٰ کے بعض منتخب لوگ ڈٹ کر مقابلہ کریں گے، جو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامتی کی پرواہ نہیں کریں گے۔ حدیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس کی فتح کی یہ کوشش سالہاسال کاروائی پر مبنی ہوگی اور اس میں کئی موانع سامنے آئیں گے، لیکن بالآخر یہی جھنڈے بیت المقدس پر نصب ہوں گے۔

مشرق سے امام مہدی کے لیے آنے والے نصرت کی تفصیل

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إذا وقعت الملاحم، بعث الله بعثا من الموالي، هم أكرم العرب فرسا، وأجوده سلاحا، يؤيد الله بهم الدين» [سنن ابن ماجہ، باب الملاحم، رقم: ۴۰۹۰، ج۲ ص۱۳۶۹] ترجمہ: حضرت ابو ہریرةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ملاحم یعنی عالمی جنگیں شروع ہوں گی، تو اللہ تعالی موالی یعنی بعد میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے ایک لشکر اٹھائیں گے، جو گھڑ سواری میں عربوں سے عمدہ شہسوار ہوں گے اور اسلحہ چلانے میں بہتر ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے دین کی تائید کریں گے۔

تشریح: اس حدیث مبارک کی روشنی میں اگر عصر حاضر میں عربوں کے مقابلے میں اہل افغان کی قربانیوں اور دین کے لیے اپنی سرفروشی دیکھی جائے، تو یہ بات روزِ روشن کی طرح بالکل عیاں ہے کہ اس وقت دنیا بھر کے مسلمانوں میں سے صرف افغانی قوم میں ایسے مجاہدین ہیں، جو دین کی خاطر پوری دنیا سے مبارزہ کرنے کے لیے بالکل تیار کھڑے ہیں، جنہوں نے وقت کے ہر سپر پاور کے مزعوم طاقت کو ناکوں چنے چبوائے اور شکست دے کر ان کے سر سے غرور کا نشہ کافور کر دیا۔

کیونکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے مقابلے میں پیغمبر ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق گھڑ سواری اور اسلحہ چلانے کے اکثر مواقع افغانی قوم کو روسی اور امریکی جنگوں میں ملے ہیں، اس لیے اس روایت میں فرمایا کہ آخری زمانے کے عالمی جنگوں کے دوران انہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی دین کی نصرت اور تائید فرمائیں گے۔ جب کہ کئی احادیث میں مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈوں کے آنے کا تذکرہ وارد ہے، جو امام مہدی کے ظہور سے متصل خراسان سے نکلیں گے، جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ البدایہ والنہایہ میں خراسان سے متعلق

روایات کا تذکرہ فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ''ان روایات سے وہ کالے جھنڈے مراد نہیں، جو ابو مسلم الخراسانی نے بنو امیہ کی حکومت کو چھیننے اور بنو عباس کو ۱۳۲ ہجری میں دینے کے لیے اٹھا کر لائے تھے بلکہ ان جھنڈوں سے مراد امام مہدی کے دور میں نکلنے والے سیاہ جھنڈے ہیں، جن کی قیادت محمد بن عبداللہ علوی، فاطمی حسنی رضی اللہ عنہ کریں گے''۔[البدایۃ والنہایۃ، ج۶ص۲۷۸۔]

ظہورِ مہدی سے متصل پہلے خراسان اور مشرق سے نکلنے والے جھنڈوں کے علاوہ بھی خراسان کے سیاہ جھنڈوں کے بارے میں متعدد روایات میں ان سیاہ جھنڈوں کا تذکرہ ملتا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے متصل قبل خراسان سے نکلنے والے جھنڈے جادۂ حق کی تکمیل کے لیے عراق کا رخ کریں گے۔ اس کے بعد شام کے شہر دمشق اور غوطہ سے ہوتے ہوئے یمن جائیں گے اور اس کے بعد مدینہ منورہ پہنچیں گے۔ اور جزیرۃ العرب میں بادشاہ کی موت کے بعد شاہی خاندان میں چپقلش کے بعد سیاسی ابتری اور پھر باہمی جنگ یا پڑوسی ممالک سے جنگ ہوگی۔

سیاہ جھنڈوں کا جزیرۃ العرب میں شاہی خاندان کے درمیان اختلاف کے وقت پہنچنا

عن ثوبان، رضي الله عنه، قال قال رسول الله ﷺ: يقتتل عند كنزكم هذا ثلاثة كلهم ابن خليفة، ثم لا يصل إلى واحد منهم، ثم تقبل الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم، ثم ذكر شيئا فإذا رأيتموه فبايعوه، ولو حبوا على الثلج فإنه خليفة الله المهدي. [امام بزارؒ نے اس حدیث کے سند کو صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: مسند البزار، مسند ثوبانؓ، رقم: ۴۱۶۳، ج۱۰ص۱۰۰۔]

ترجمہ: بیت اللہ کے پاس خلیفہ کی اولاد میں سے تین لوگ بادشاہت یا خزانہ کے لیے آپس میں لڑیں گے پھر یہ خزانہ یا بادشاہت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی۔ اس دوران مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے اور وہ تمہارے ساتھ اتنی خطرناک

جنگ لڑیں گے جو اس سے پہلے کسی قوم نے نہیں لڑی ہو گی پھر اس کے بعد ایک جملہ ارشاد فرمایا جو حضرت ثوبانؓ کو یاد نہ رہا، جب تم اسے دیکھو، تو اس کی بیعت کروا گرچہ برف پر رینگتے ہوئے گھسیٹتے چل کر کیوں نہ ہو۔

تشریح: اس روایت میں سیاہ جھنڈوں کے لیے ظہورِ مہدی سے پہلے امام مہدی کی نصرت کے لیے پہنچنے کا مبہم وقت بیان کر دیا گیا اور اس کی چند علامتیں بیان کی گئی:

۱۔ بلاد الحرمین پر حاکم خاندان کے درمیان حکومت، بیت اللہ سے متعلقہ امور اور سرزمینِ حرمین میں موجود خزانے کے بارے میں اختلاف شروع ہو جائے گی۔ ۲۔ یہ اختلاف جنگ وجدال سے آگے بڑھ کر باہمی بغض وعداوت اور قتل وقتال تک پہنچ جائے گی۔ ۳۔ جس کے نتیجے میں حکومت طوائف الملوکی اور شکست وریخت کا شکار ہو کر سیاسی انتشار اور تفریق تک پہنچ جائے گی۔ ۴۔ بالآخر یہ اختلاف حاکم خاندان میں تین افراد کے درمیان اختلاف اور قتل وقتال پر رک جائے گی۔ ۵۔ شاہی خاندان میں ان تینوں کے درمیان باہمی کشمکش اور تناؤ کی صورت حال شدت اختیار کر لے گی بالآخر حکومت ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی۔

سیاہ جھنڈوں کے لیے تکوینی علامات کے ساتھ ساتھ شرعی ہدایات پر عمل

۱۔ اس روایت میں مذکورہ بالا ہدایات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر ایک اسلامی حکومت موجود ہو اگرچہ برائے نام ہو، لیکن اس میں مسلمانوں کا شیرازہ بکھرنے سے بچتا ہو، تو اس صورت میں حاکم کے فسق وفجور کی وجہ سے حکومت مخالف تحریک شروع کرنا درست نہیں، لیکن اگر حاکم باقاعدہ کفر میں ملوث ہو جائے اور کفری آلہ کار کے طور پر استعمال ہو، یا پھر باہمی اختلافات کی صورت طوائف الملوکی اور کفری طاقتوں کا حرمین شریفین پر بھی قبضہ جمانے کے لیے راہ ہموار کرتا ہو، تو اس صورت میں ان کا بلاد

الحرمین میں آکر اسلامی خلافت کے لیے کوشش کرنا شریعت کے مسلمہ متفقہ اصولوں کی روشنی میں درست ہے، جیسا کہ اس حدیث میں فرمایا:(ثم لا يصل إلى واحد منهم پھر یہ خزانہ یا بادشاہت کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی)

۲۔ جب حاکم اور جماعت موجود نہ ہو، تو وہاں موجود اہل حل وعقد کے لیے یا علمائے کرام کے لیے یا دینی طاقت رکھنے والوں کے لیے لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کو مزید انتشار سے بچانے کے لیے انہیں ایک شرعی حاکم کا سایہ دے دیں۔ اور اس کے لیے اگر وہاں قتل وقتال کی بھی صورت سامنے آجائے، تو اس سے بھی دریغ نہ کریں، چنانچہ فرمایا:(ثم تقبل الرايات السود من قبل المشرق فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم اس دوران مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے والے نکلیں گے اور وہ تمہارے ساتھ اتنی خطرناک جنگ لڑیں گے جو اس سے پہلے تم نے اور تم سے پہلے کسی قوم نے نہیں لڑی ہوگی)

۳۔ حدیث کے اس آخری جملے سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر بلاد الحرمین میں سیاسی انتشار کو دیکھتے ہوئے کوئی طاقت خلاف شرع امور کا ارتکاب کرتے ہوئے مسلمانوں کے خون کو بلا وجہ بہانے کا راستہ مسدود کرنا چاہیے، جیسا کہ حضرت ثوبانؓ کی اس مذکورہ روایت کے دوسرے طرق میں (یقاتلونکم) کے بجائے (یقاتلونھم) کا ذکر آیا ہے۔

ان دونوں طُرق کے معنٰی کا بغور جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہی خاندان میں قتل وقتال کے بعد سیاسی کشیدگی کی صورت میں دونوں قسم کے سیاہ جھنڈے بلاد الحرمین کا رخ کریں گے۔

ایک قسم کے سیاہ جھنڈوں کے بارے میں فرمایا: (یقاتلونکم) کہ وہ تمہارے خلاف سخت جنگ لڑیں گے یعنی سیاہ جھنڈے بلاد الحرمین میں مسلمانوں کے خلاف سخت جنگ

لڑیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سیاہ جھنڈے بنو عباس کے جھنڈوں کے طرح سیاہ جھنڈے لے کر مسلمانوں میں فرقہ واریت اور قتل و قتال کو ترویج دینے اور خون کے پیاسے ہو کر ذاتی مفادات کے لیے لڑیں گے۔

جب کہ اسی روایت کے دوسری طریق میں فرمایا(یقاتلونھم)یعنی بعض مخلصین مسلمان سیاہ جھنڈوں کے ساتھ مل کر شاہی خاندان میں رائج اختلافات کی وجہ سے طوائف الملوکی کی صورت حال میں مسلمانوں کے خون کو بہانے سے بچانے کے لیے اور بلاد الحرمین کی تقدس و عظمت کے حصول کے لیے لڑیں گے۔ اور ممکن ہے کہ ان سیاہ جھنڈوں سے بھی لڑیں گے، جو بلاد الحرمین پر ناحق قبضہ کرنے اور مسلمانوں کی دفاع کے لیے ان دوسرے سیاہ جھنڈوں کے خلاف لڑیں گے۔

۴۔ تاہم دونوں قسم کے سیاہ جھنڈوں اور عام مسلمانوں کے لیے اس حدیث میں یہ ہدایت دے دی گئی کہ اس دوران مسلمانوں کو اس جانب توجہ مرکوز رکھنا چاہیے کہ اگر اس دوران امام مہدی کا ظہور ہو، تو ظاہری سخت حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے اس عظیم قافلے کے ساتھ شریک ہونا چاہیے، جیسا کہ فرمایا(فإذا رأيتموه فبايعوه، ولو حبوا على الثلج فإنه خليفة الله المهدي جب تم اسے دیکھو، تو اس کی بیعت کرو اگرچہ برف پر رینگتے ہوئے گھسیٹتے چل کر کیوں نہ ہو۔)

۵۔ عصر حاضر میں ظہورِ مہدی اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر مشکلات:

گذشتہ امور سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام مہدی کا ظہور اگر اس دوران ہو جائے، تو شرعی اعتبار سے اس کی بیعت اور خروج بغاوت کے ذیل میں نہیں آئے گی، کیونکہ دنیا بھر میں کہیں بھی مسلمانوں کی متفقہ طور پر ایک شخص کی قیادت پر اتحاد نہیں ہے اور نہ

ہی مستقل طور پر مسلمانوں کی کوئی ایک ملک اسلامی قوانین مکمل طور پر نافذ کرنے میں کامیاب نظر آرہا ہے۔

مگر حدیث کی روشنی میں ظہورِ مہدی کے دوران جہاں مسلمانوں کو متفقہ قیادت مہیا نہیں ہوگی، وہیں اُس دور میں امام مہدیؒ کی جماعت کے ساتھ شرکت کرنا نہایت ہی مشکل کام ہوگا، اس لیے حدیثِ مبارک میں اسے "ولو حبوا علی الثلج" فرمایا یعنی مشرق سے سیاہ جھنڈے نکلتے وقت امام مہدی کے ساتھ بیعت کے لیے اگر برف پر رینگتے ہوئے صحبت میسر ہو جائے، تب بھی ان کا ساتھ ہونا ایک غنیمت ہے، مطلب یہ ہوا کہ اس زمانے میں امام مہدیؒ کے ساتھ ہونا ایک مشکل کام ہوگا۔

ایک روایت میں یہ بھی منقول ہے کہ جب دنیا ظلم و جبر سے بھر جائے، تو حضرت علیؓ کے نسل سے ایک نوجوان آکر اس ظلم و جبر کو اسلام کے عدل وانصاف سے بھر دے گا، تو جب اس وقت کو پاؤ، تو بنو تمیم کے ایک نوجوان کو مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے اس مہدی کی نصرت کے لیے لائے گا، تو تم اس کے ساتھ ہو جاؤ، یہی مہدی کا دوست ہے۔ [علامہ ہیثمیؒ نے اس روایت کے پہلے حصے کو منکر کہا ہے، جب کہ منقولہ حصہ اس نکارتِ معنوی سے خالی ہے، لیکن ابن لہیعہ کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد، رقم: ۱۲۴۱۴، ج۷ ص۳۱۸]

٦۔ سیاہ جھنڈوں کا تعین اور ظہورِ مہدی:

عراق، ایران جنگ کے بعد کویت کے معاملے میں مغربی طاقتوں کا خلیج آنا خطرے کی ایک بڑی دلیل تھی، تاہم سقوطِ بغداد سے لے کر یمن کی جنگ تک تمام جنگوں کا یکے بادیگرے واقع ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ ظہورِ مہدی کے لیے باقاعدہ طور پر عرب ممالک کے جبری بادشاہتوں کو تکوینی طور پر قدرتِ الٰہی طبیعی امور کے ذریعے آہستہ آہستہ گرا کر "خلافت علی منہاج النبوۃ" قائم کرنا چاہتا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہو رہا

ہے کہ امام مہدیؒ کے ظہور سے پہلے اسلامی ممالک کی طاقت کفری طاقتوں کے مقابلے میں یا آپس میں ٹکرا کر ختم ہونے کے قریب ہو گی اور امام مہدی کی خلافت ایک نئی ابھرتی قوت کے طور پر سامنے آئے گی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ذخیرۂ احادیث میں تمام روایات میں حضرت ثوبانؓ سے مروی اس حدیث میں مشرق سے نکلنے والے سیاہ جھنڈوں کے سخت جنگ کے بعد ایک جملہ صحابیٔ رسول ﷺ سے تکوینی طور پر بھولا دیا گیا اور بعد والا جملہ موجود ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر حالت میں امام مہدیؒ کی مبارک جماعت کی اتباع اور ان کی بیعت کا حکم دیا گیا ہے۔

مشرق کا اطلاق جس طرح ایران پر ہوتا ہے اسی طرح مشرق کا اطلاق افغانستان پر بھی ہوتا ہے، مگر حضرت ثوبانؓ کی اس حدیث کے علاوہ دیگر روایات میں خراسان کا بھی تذکرہ ملتا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کالے جھنڈوں سے مراد ابو مسلم الخراسانی اور روافض کے جھنڈے مراد نہیں، بلکہ ظہورِ مہدی کے ساتھ ہی متصل اور سیاہ جھنڈے مقصود ہیں، اسی کی وضاحت علامہ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں کی ہے۔ [البدایۃ والنہایۃ، ج۶ ص۲۷۸] واضح رہے کہ موجودہ دور میں مسلمانوں کی کسمپرسی، دنیا بھر میں ان پر ہونے والے ظلم و ستم کو ختم کر کے خالص اسلامی خلافت کا قیام کریں گے، عرب میں جاری خونریزی کے نتیجے میں بعض ممالک نے عراق اور شام کے بعد یمن اور بحرین، مصر، تیونس اور لیبیا میں حرمین شریفین پر قبضے کے لیے ظاہری اور مخفی جتنی کوششیں شروع کر رکھی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ مٹھی بھر مسلمانوں کے ظاہری کمزور اور ناکافی اسلحہ کے ساتھ ختم کریں گے۔ دجال اور اس کی فوج کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمائیں گے۔

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ اور ان کی تشریحات سے یہ معلوم ہوا(واللہ اعلم) کہ امام مہدیؒ کا ظہور اسی دور میں ممکن ہے، جس کی سرکردگی میں عرب ممالک کے تمام مسلمان باقاعدہ ان کی بیعت کر کے شام کی شورش اور عراق، لیبیا و یمن کے حالات کنڑول کر کے اسلامی نظام کا قیام کریں گے اور دیگر مسلم ممالک کے مسلمان یا تو ان کی خدمت میں اپنا بیعت پیش کر کے اسلامی خلافت کو تسلیم کریں گے یا پھر مقابلے کے لیے سامنے آئیں گے۔

سیاہ جھنڈوں کا خراسان سے عراق اور پھر شام کی طرف جانا

ایک روایت میں ہے کہ خراسان سے نکلنے والے سیاہ جھنڈوں کا کوفہ اور عراق پہنچنا اور اس کے بعد آگے شام کی لڑائی میں پہنچنے کا تذکرۃ ملتا ہے، یہ پیشن گوئی آج کے دور میں بظاہر پوری معلوم ہو رہی ہے۔[الفتن لنعیم بن حماد، رقم:۹۰۹،ج۱ص۳۱۴]

سیاہ جھنڈوں کا آپس میں اختلاف

عن علي بن أبي طالب، رضي الله عنه قال: «إذا رأيتم الرايات السود فالزموا الأرض فلا تحركوا أيديكم، ولا أرجلكم، ثم يظهر قوم ضعفاء لا يؤبه لهم، قلوبهم كزبر الحديد، هم أصحاب الدولة، لا يفون بعهد ولا ميثاق، يدعون إلى الحق وليسوا من أهله، أسماؤهم الكنى، ونسبتهم القرى، وشعورهم مرخاة كشعور النساء، حتى يختلفوا فيما بينهم، ثم يؤتي الله الحق من يشاء»[كتاب الفتن، نعیم بن حماد، رقم:۵۷۳،ج۱ص۲۱۰] ترجمہ: علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ جب مشرق سے سیاہ جھنڈے نکلتے دیکھو، تو ہاتھ، پاؤں کو حرکت نہ دو، بلکہ زمین پر ٹھہرے رہو، پھر ان کے بعد سخت دل لوہے کی طرح لوگ ظاہر ہوں گے جن کا کمزور ہونے کی وجہ سے اعتبار نہیں کیا جائے گا، یہی لوگ "اصحاب الدولۃ" ہوں گے، جو کسی عہد

وپیمان کے پورا کرنے کی پابندی نہیں کریں گے، یہ لوگ حق کی طرف بلانے والے ہوں گے لیکن خود اہل حق میں شامل نہیں ہوں گے، ان کی علامت یہ ہو گی کہ ان کے نام کنیت سے مرکب اور ان کے لقب دیہاتوں کی طرف منسوب ہوں گے، جب کہ ان کے بال عورتوں کے بالوں کی طرح آویزاں ہوں گے، یہ لوگ آپس میں اختلاف کر کے لڑیں گے، پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے حق کے ساتھ کھڑا کر دیں گے۔

تشریح: اس حدیث مبارک میں قربِ قیامت سے متعلق چند باتیں کی گئی ہیں:

پہلی بات: سیاہ جھنڈوں کے ظہور کے وقت ہاتھ، پاؤں کو حرکت نہ دو، بلکہ زمین پر اپنے اپنے گھروں کو لازم پکڑو، کہیں باہر نہ نکلو اور اپنے علاقوں میں رہ کر اسلام کی سربلندی کی کوشش کرتے رہو۔ **دوسری بات:** سیاہ جھنڈوں کے ظہور کے فوراً یا کچھ عرصہ بعد حق بات کی طرف دعوت دینے والے مگر خود ناحق بات پر تُلے ہوئے چند ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، جو بظاہر کمزور اور ضعیف نظر آئیں گے، جس کی وجہ سے لوگ ان کی طرف توجہ نہ دی جائے گی، ان کو کسی خاص مجلس میں قابل ذکر شمار نہیں کریں گے، جس کی وجہ سے کہیں بھی ان کا تذکرہ نہ ہو گا۔ **تیسری بات:** نعیم بن حمادؒ کی ایک روایت میں مشرق سے آنے والے سیاہ جھنڈوں کے قائدین کا لباس بختی اونٹوں کی مانند ہو گا، ان کے کپڑے ڈھیلے، بال لمبے، نام کنیتوں والے، جب کہ القاب شہروں کی طرف منسوب ہوں گے، دمشق شہر فتح کرنے کے بعد رحمتِ الٰہی ان سے تین گھڑی یا تین مختلف مواقع میں اٹھائی جائے گی۔ [الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۵۶۴، ج۱ص۲۰۶] **چوتھی بات:** بعض روایات میں اس اختلاف کی یہ تفصیل ذکر کی ہے "سيليكم بعدهم أصحاب الرايات السود، فيطول أمرهم ومدتهم حتى يبايع لغلامين منهم، فإذا أدركا اختلفوا فيما بينهم فيطول

اختلافھم "اس روایت میں دو لڑکوں کی امارت پر جھگڑا اور ان کے درمیان اختلاف کا لمبا ہو کر طول پکڑنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ [الفتن لنعیم بن حماد، رقم:٥٦٧]

سیاہ جھنڈوں کی دو قسمیں:

کتاب الفتن نعیم بن حماد میں سیاہ جھنڈوں سے متعلق روایات کا تجزیہ اور تطبیق کرنے والے ڈاکٹر نور الحلبی حفظہ اللہ نے ان کو مذموم جھنڈوں اور ممدوح جھنڈوں میں تقسیم کیا ہے، جس کا حاصل یہی ہے کہ ابتداء میں کامیابی اور درمیان میں گمراہی اور تحریک کا آخر کفر پر اختتام پذیر ہو گا، ان کے ساتھ بھی سیاہ جھنڈیں ہوں گے۔

کمزور عرب، موالی اور غلام اس تحریک کا حصہ ہوں گے، لیکن بالآخر بہت جلد یہ تحریک اپنی اختتام تک پہنچ جائے گی۔ اور ان سیاہ جھنڈوں کے مقابلے میں دوسری سیاہ جھنڈوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کی ابتداء کمزوری اور شکست سے ہو گی اور آخری اللہ انہیں فتوحات سے نوازیں گے۔

سیاہ جھنڈیں اور امام مہدی کے انصار کو پہچاننے کے علامات:

شخصی علامات: عن محمد ابن الحنفية، قال: «تخرج راية سوداء لبني العباس، ثم تخرج من خراسان أخرى سوداء، قلانسهم سود، وثيابهم بيض، على مقدمتهم رجل يقال له شعيب بن صالح من تميم، يهزمون أصحاب السفياني حتى ينزل بيت المقدس، يوطئ للمهدي سلطانه، ويمد إليه ثلاثمائة من الشام ترجمہ: محمد بن الحنفیہ سے روایت ہے، کہ بنوعباس کی حمایت کے لیے سیاہ جھنڈے نکلیں گے، پھر خراسان سے دوسرے سیاہ جھنڈے برآمد ہوں گے، ان کی ٹوپیاں سیاہ اور ان کے کپڑے سفید ہوں گے، ان کے آگے آگے بنو تمیم کا ایک شعیب بن صالح نامی شخص ہو گا، یہ لشکر سفیانی کو شکست دیتا ہوا بیت المقدس پہنچ جائے گا اور

وہاں امام مہدی کے لیے حکومت و سلطنت قائم کرنے کے بنیادی کردار اداء کرے گا، جب کہ ان کی نصرت کے لیے شام سے تین سو ۳۰۰افراد کا لشکر آئے گا۔[کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۸۹۴، ج ا ص ۳۱۰] ابو جعفر الباقر کی ایک روایت کو ابو نعیم نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ سفیانی کے مقابلے کے لیے بنی ہاشم کا ایک جوان خراسانی سیاہ جھنڈوں لا کر سفیانی کو شکست دے گا اور بیت المقدس میں پڑاؤ ڈالے گا اور آئندہ آنے والے مہدی علیہ الرضوان کے لیے بطورِ مددگار جماعت تیار کرے گا، ہاشمی کے اس جماعت کی نشانی کالی ٹوپیاں یا کالی پگڑیاں اور سفید لباس کے ساتھ ان کا امیر بنو تمیم سے ہوگا۔[کتاب الفتن، رقم: ۸۹۴، رقم: ۸۹۷، ج ا ص ۳۱۰، ج ا ص ۳۱۱، ۳۱۲] بنو تمیم کا ایک شخص خراسان سے سیاہ جھنڈوں اور ٹوپیوں کے ساتھ سفید لباس میں ملبوس ایک لشکر لا کر بیت المقدس میں سفیانی مخالفِ مہدی طاقت کو شکست دے کر امام مہدیؒ کے آنے سے پہلے تمہیدی لشکر تیار کرے گا، مگر یہ لشکر بنو عباس کے لیے نکلے ہوئے جھنڈوں کے علاوہ ایک دوسرا لشکر ہوگا۔[الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۸۹۴، ج ا ص ۳۱۰]

اخلاقی علامات: ایک روایت میں ہے مشرق میں امام مہدیؒ کی تائید کے لیے ولی اللہ قسم کے لوگ آئیں گے جو کسی کے الگ ہونے یا مل جانے کی پرواہ نہیں کریں گے اللہ انہیں دنیا کے مختلف علاقوں سے بادل کے ٹکڑوں کی تعداد کی طرح انہیں جمع کریں گے، ان کی مثال اولین و آخرین میں نہیں ملے گی۔[عقد الدرر للسلمی الشافعی، ج ا ص ۱۹۹]

سعید ابن المسیبؒ سے روایت ہے کہ بنی عباس کے بعد دوبارہ خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے، جو شام میں ابو سفیان کی آل سے لڑیں گے اور مہدی کے لیے راہ ہموار کریں گے۔[عقد الدرر، ج ا ص ۱۹۳] حضرت علیؓ کی ایک روایت میں صراحتاً یہ موجود ہے کہ خراسانی سیاہ جھنڈے سفیانی کو تو شکست دے دیں گے، مگر اس کے بعد جب لوگوں

کی تمنا زیادہ ہو کر ناامیدی کی کیفیت پیدا ہو جائے گی، تو اللہ تعالیٰ امام مہدی کا ظہور فرمائیں گے۔[کتاب الفتن، رقم: ۹۹۶، ج ۱ ص ۳۴۴]

ظہورِ مہدی کے بارے میں پیشن گوئیوں کی بناء پر بلاواسطہ ہماری ذمہ داریاں

تمہید: حضرات خلفائے راشدین اور دیگر دورِ خلافت کی بقاء تک مغیبات اور ان سے مستنبط امور پر عمل ہوتا رہا، تو مسلمانوں کے سروں پر خلافت کا سایہ موجود تھا، جس کی وجہ سے ہر جگہ مسلمان معزز، مکرم اور کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے اپنے اعمال سے کتاب اللہ اور حکمتِ رسول اللہ کو نکال باہر کیا، اپنے نفوس کا تزکیہ چھوڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئیوں کی روشنی میں اسلامی نظام کی بقاء اور خلافت کی احیاء کا کام ترک کر دیا، مغیبات اور پیشن گوئیوں میں ضعیف اور صحیح، مقبول اور مردود کی تفریق کو علمی میدان کے بجائے اپنی پالیسیوں سے نکال دیا اور یہود ونصاریٰ نے اپنی پیشن گوئیوں کے مطابق اپنی پالیسیاں وضع کرنی شروع کر دی، تو مسلمانوں پر شرق وغرب کے یہود ونصاریٰ نے یلغار کر کے نہ صرف پہلے ان کی خلافت کو کمزور کیا، بلکہ رفتہ رفتہ مسلمانوں میں موجود اپنے کارندوں کے ذریعے اس عظیم سایے کو ختم کر دیا اور مسلمانوں کے قبلۂ اول اور قبلۂ دوم یعنی بیت المقدس اور حرمین شریفین کو بھی نرغے میں کر دیا۔ اور حدیث میں ہے کہ امت کے آخری لوگوں کی اصلاح اس طرح سے ہوگی، جیسا کہ امت کے پہلوں کی ہوئی تھی اور امت کے پہلوں کی اصلاح دین کے تمام شعبوں یعنی اسلام، ایمان، احسان، قیامت اور علامات قیامت کو زندہ کر کے ان پر عمل کرنے میں تھی، لہٰذا موجودہ دور میں بھی کامیابی اسی میں مضمر ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قیامت اور علاماتِ قیامت سے متعلق احادیثِ مبارکہ اور ان سے مستنبط علوم وقواعد کو سیکھیں، ان کی تعلیم وتعلم کو توجہ دیں۔ غیر

مسلموں کے بنائے ہوئے پالیسیوں سے ہٹ کر ان احادیث میں بیان کی ہوئی امور کی روشنی میں اپنی ذاتی، خاندانی، معاشرتی، معاشی اور ملکی وبین الاقوامی پالیسیاں وضع کریں۔

پہلی بات: ا۔ حضرت ثوبانؓ کی ایک حدیث میں فرمایا کہ ظہورِ مہدی سے پہلے جب بلاد الحرمین میں شاہی خاندان کے تین افراد آپس میں بادشاہت اور خزانے پر جنگ کرنے لگے اور یہ بادشاہت ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ ملے۔ تو یہ ظہورِ مہدی کی ایک بڑی نشانی ہے۔ ۲۔ ظہورِ مہدی سے پہلے سیاہ جھنڈے خراسان سے اٹھ کر دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں کفر کے خلاف جہاد کریں گے، جیسا کہ کئی روایات میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ مسلمانوں کو ان کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۳۔ ایسے ہی سیاہ جھنڈوں سے متعلق کئی روایات کے بارے میں فرمایا کہ یہی جھنڈے امام مہدی کی نصرت کریں گی، لہذا ان کی بیعت کرو، اگرچہ گھسیٹ کر کیوں نہ ہو۔ ۴۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ جھنڈوں کے آپس میں اختلافات شروع ہو جائیں گے اور دمشق میں ان کی آپس میں خون ریز لڑائی ہو گی، تو اسی روایت میں فرمایا کہ ان دنوں میں حرکت نہ کرو۔ ۵۔ امام مہدی کے بارے میں بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ ان کے مددگار سیاہ جھنڈوں والے ہوں گے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی نے خراسان کی طرف سفرِ جہاد کیا ہوا ہو گا، لیکن ان کے باہمی رنجشوں کے دوران ان میں سے کسی سے ان کا تعلق نہیں ہو گا۔ ۶۔ امام جعفر صادق سے ایک روایت ہے جس میں فرمایا

ظہورِ مہدی سے پہلے بہت سے جھنڈے ہوں گے، لیکن اے مخاطب! تم یمن کے جھنڈے کی اتباع کرنا، کیونکہ یمانی کا جھنڈے سارے جھنڈوں زیادہ راہ یاب جھنڈا ہو گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جھنڈے امام مہدی کی طرف بلاتے ہیں۔ یعنی دیگر جھنڈے

بھی اگرچہ امام مہدی کی طرف بلاتے ہیں، لیکن امام مہدی کے جھنڈے بلاواسطہ امام مہدی کی نصرت کے لیے کھڑے ہوئے ہیں اور ان کی طرف بلاتے ہیں۔[گذشتہ ذکر کیے گئے تمام روایات کے حوالے آگے ذکر کیے جائیں گے]

دوسری بات: (۱)ان احادیث میں سیاہ جھنڈے کی صحیح پہچان کے بعد ان کا ساتھ دینے اور ان کی نصرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہذا سخت تکلیف کی صورت میں بھی اگر ان کے ساتھ صحبت میسر ہو جائے، تو ایک بڑی کامیابی ہے۔ان احادیث کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں امر کا صیغہ یعنی "فبایعوہ" وجوب کے لیے ہے، استحباب یا ارشاد کے لیے نہیں اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ اس کے بعد "ولو حبوا علی الثلج" کا اضافہ اس جماعت کی عظمت اور ان کی اتباع کے لازم ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔(۲)ایک روایت میں فرمایا کہ مکہ میں ایک پناہ لینے والا پناہ لے گا، مگر اسے فوراً قتل کیا جائے گا، پھر لوگ ایک زمانہ انتظار کریں گے، پھر ایک دوسرا پناہ لینے والا آئے گا۔اے مخاطب! اگر تم اسے پاؤ، تو اس کے خلاف لڑائی میں حصہ نہ لو، کیونکہ مخالفین کا یہ لشکر زمین میں دھنس جانے والوں کا گروہ ہوگا۔[کتاب الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۳۵، ج ۱ ص ۳۲۷]

اس روایت میں ظہورِ مہدی کی علامت یہ بیان کی گئی کہ پہلے ایک پناہ لینے والے مکہ میں آئے گا، مگر فوراً قتل کر دیا جائے گا، اس کے کچھ عرصہ بعد ایک دوسرا شخص مکہ میں آئے گا، یہ دوسرا شخص حقیقی مہدی ہوگا۔ لہذا مہدی کی بیعت کر کے اس کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا، جب کہ اس کے مخالفین میں شامل ہونے کی صراحتاً نفی کی گئی۔

تیسری بات: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت کو نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں نقل کیا، جس میں حالات کی خرابی، فتنوں کی کثرت اور مسلمانوں کی کسمپرسی کے دوران علمائے کرام اور اہل حل وعقد کا اپنے علاقوں میں لوگوں سے بیعت لے کر کعبہ پہنچ کر امام

مہدی کو تلاش کرنا اور ان علمائے کرام کا ایک شخصیت کے بارے میں متفق ہو کر ان کی بیعت کرنے کا تذکرہ کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان علمائے کرام کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور کعبہ پہنچ کر امام مہدی کے ہاتھ کعبہ میں رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کرنا انہی خوش نصیبوں کی قسمت میں ہوگا، جنہوں نے ان علمائے کرام کی بات پر لبیک کیا ہوا ہوگا۔ نیچے یہ روایت ملاحظہ فرمائیے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب راستے بند اور کاروبار کساد بازاری کا شکار ہوں گے اور ہر سو مختلف النوع قسم کے فتنے وقوع پذیر ہو چکے ہوں گے، اس دوران دنیا بھر کے مختلف اطراف سے سات علمائے کرام پہلے سے کسی متعین تاریخ کے بغیر امام مہدی کی بیعت کے لیے نکالیں گے، جب کہ ان میں سے ہر عالمِ دین کے ہاتھ پر تقریبا ۳۱۳ لوگوں نے بیعت کی ہوگی، یہ تمام علمائے کرام مکہ مکرمہ میں جمع ہو کر ایک دوسرے سے مل کر آنے کی غرض جانیں گے، تو معلوم ہوگا کہ ان سب کی غرض اس زمانے میں وقوع پذیر فتنوں کے اختتام کے لیے اس شخصیت کی تلاش ہے، جس کے ہاتھ پر بیعت کے بعد فتنوں کی یہ کثرت رک جائے گی اور قسطنطینہ فتح ہوگا۔

ان سب حضراتِ علمائے کرام کا یہی کہنا ہوگا کہ ہم نے کتبِ حدیث میں اس شخص کا نام اس کے ماں کا نام اور اس کی صورت و سیرت جان چکیں ہیں، یہ سب علمائے کرام احادیثِ مبارکہ میں ذکر کردہ علامات کی تلاش کرنے پر متفق ہوں گے، تو اس کی تلاش کر کے مکہ میں انہی صفات سے متصف شخصیت کو پائیں گے، تو اس کا نام، باپ کا نام، سادات خاندان میں ہونا وغیرہ دیگر علامات کے بارے میں پوچھیں گے، تو وہ گلو خلاصی کے لیے کہے گا، نہیں، بلکہ میں انصار میں سے ہوں، یہ کہہ کر وہ شخصیت ان کے ہاتھ

سے بھاگنے کا موقع پالیں گے، یہ علمائے کرام اس شخصیت کے بارے میں معرفت اور زیادہ خبر رکھنے والے لوگوں سے جب اس شخصیت کا انصار میں سے ہونا بیان کریں گے، تو کہیں گے، یہ تو وہی شخصیت ہے، جنہیں تم تلاش کر رہے تھے اور وہ تم سے جان چھڑا کر مدینہ منورہ پہنچ چکا ہے، لہذا یہ علمائے کرام ان کی تلاش میں مدینہ منورہ جائیں گے، تو اسے ان علمائے کرام کے مدینہ منورہ آنے کی خبر معلوم ہو گی، تو وہ واپس مکہ مکرمہ آجائیں گے، تو یہ علمائے کرام ان کے پاس مکہ مکرمہ پہنچ جائیں گے اور امام مہدی سے متعلق صفات کے بارے میں اس سے معلومات لیں گے، لیکن اس بار پھر وہ وہی جواب دیں گے کہ میں وہ شخصیت نہیں ہوں، جس کی تمہیں ڈھونڈ ہے، بلکہ میرا نام اور میرے باپ کا نام تو یہ ہے، ہاں البتہ اگر تم کہو، تو میں تمہیں تمہارے مطلوبہ صفات کی شخصیت دکھا سکتا ہوں، اس بار پھر وہ شخصیت ان کے ہاتھوں سے نکلنے میں کامیاب ہوں گی۔ پھر اس کی تلاش میں مدینہ منورہ جائیں گے، تو وہ مکہ مکرمہ لوٹ چکے ہوں گے، لہذا یہ علمائے کرام مکہ مکرمہ لوٹ کر انہیں رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان پائیں گے، تو کہیں گے کہ جب آپ اپنا ہاتھ بیعت کے لیے نہیں بڑھاتے، تو ہماری اور امتِ مسلمہ کے خون کی ذمہ دار آپ ہوں گے! کیونکہ ہماری تلاش میں سفیانی (یعنی مہدی مخالف لشکر) پہنچنے والا ہے، جس کا سربراہ قبیلہ "جرم" کا ایک آدمی ہے، تو وہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ کر بیعت کے لیے ہاتھ بڑھائیں گے، تو ان کے ہاتھوں بیعت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں میں ان کی محبت ڈال دیں گے۔ ان

کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے، جو دن میں شیروں کی طرح لڑائی کرنے والے اور رات کو تارک الدنیا بزرگوں کی طرح عبادت گزار ہوں گے۔